itsurdu.blogspot.com

شاہ صاحب سے میں ضرور ملوں گا۔

خلیفہ۔ قابل ملنے کے ہیں۔ مگر ذرا بے پرواہ آدمی ہیں۔

نواب۔ کامل ہیں۔ اُن کو پرواہ کیا ہے مگر وہ ہمارے گھر کبھی کو آئیں گے۔

خلیفہ۔ اول تو میں انھیں لے آؤں گا۔ اور اگر بالفرض نہ آئے تو آپ کو چلنے میں کوئی انکار ہے

نواب۔ میں آنکھوں سے چلوں گا۔ اول تو اپنا مطلب۔ دوسرے وہ فقیر ہیں ایسوں سے ملنا فخر ہے۔ بلکہ اسی وقت چلئے۔

خلیفہ۔ یہ تو اُن کے ملنے کا وقت نہیں۔ دوسرے یہ کہ میں اُس سے آپ کا ذکر کر لوں تو چلئے۔ کل بدھ کا دن ہے۔ میں جاؤں گا پرسوں جمعرات کو آپ کو لے چلوں گا۔

نواب۔ رہتے کہاں ہیں۔

خلیفہ۔ گومتی اس پار نصیر الدین حیدر بادشاہ کی کربلا کے پاس رہتے ہیں۔ چل کے دیکھئے گا کیا فضا کا مقام ہے۔ میرا تو وہاں ایسا جی لگتا ہے کہ جب جاتا ہوں اٹھنے کو جی نہیں چاہتا۔

نواب۔ تو کل آپ جایئے گا۔

خلیفہ۔ ضرور اور خدا چاہے تو پرسوں آپ کو لے چلوں گا مگر ایک بات ہے کہ وہ ذرا امیروں سے کم ملتے ہیں۔ ان باتوں میں گاڑی تک پہونچ گئے تھے۔ اب گاڑی پر سوار ہوئے۔ پری کا خط نواب خلیفہ سے لے کے نگاہ شوق سے کئی بار دیکھا۔ اور پھر جیب میں ڈال لیا۔

رقعہ۔ گلوریاں۔ پھول۔ ہانڈی۔ ان میں سے ہر چیز کو نواب بار بار دیکھتے تھے حسرت اور شوق دونوں نے دماغ پر اپنا عمل کر لیا تھا۔ کسی اور خیال کو آنے ہی نہ دیتے تھے۔ گاڑی میں بیٹھ کے چند منٹ کے بعد نواب صاحب نے کہا جی چاہتا ہے ان میں سے ایک گلوری کھاؤں۔

خلیفہ۔ شوق سے نوش کیجئے۔ یقیناً یہ پان وہ آپ ہی کے لئے رکھ گئی ہے۔ اب کرامت علی شاہ صاحب سے پوچھیں تو کچھ حال کھلے مجھے یقین ہے کہ کہیں اُس کی نظر بھی آپ پر پڑ گئی ہے۔ عجب نہیں وہ خود آپ پر عاشق ہو۔

itsurdu.blogspot.com

itsurdu.blogspot.com

نواب۔ نہیں مجھ پر کیا نظر پڑی ہوگی۔

خلیفہ۔ نواب یہ نہ کہیئے۔ آپ کی صورت داری میں کسی کو کلام ہے۔ ایک تو ماشاء اللہ سے جامہ زیبی وہ قیامت کی ہے کہ جو آپ پہن لیتے ہیں آپ پر پھب جاتا ہے ہم نے تو ایسے کپڑے کی پھبن کسی پر نہیں دیکھی ہاں (خدا درجات بحال کرے) آپ کی جان سے دور بڑے نواب بھی جامہ زیب تھے۔

نواب (اس صفت موروثی کو سُن کے بہت ہی محفوظ ہوئے) ہاں والد مرحوم کی جامہ زیبی تو مشہور تھی

خلیفہ۔ پھر آپ بھی تو انھیں کے بیٹے ہیں۔ اُن کی کونسی چیز آپ نے چھوڑ دی ہے۔ صورت، شکل بات چیت کا انداز سب وہی ہے۔

نواب۔ جی ہاں صورت تو میری اُن سے بہت مشابہ ہے۔

ان باتوں میں گاڑی مکان پر پہونچ گئی تھی۔ دونوں اُترے شراب ارغوانی کا دور چلنے لگا۔ اس کے بعد خاصہ آیا۔ نواب صاحب پر عشق کا جن سوار تھا۔ کچھ برائے نام کھالیا۔ خلیفہ جی نے البتہ خوب جی بھر کے کھانا کھایا۔ اس کے بعد نواب صاحب پلنگ پر گئے۔ خلیفہ رخصت ہوئے۔

جس دن سے بیگم صاحب پر چھوٹے نواب کے شراب پینے کا راز کھل گیا تھا۔ اُس دن سے انھیں ان کی طرف سے بالکل مایوسی ہوگئی تھی مگر تھیں عقلمند۔ اس لیئے انھوں نے چھوٹے نواب پر یہ نہیں ظاہر ہونے دیا کہ ہم اس راز سے واقف ہیں۔ عمداً تجاہل کیا تاکہ آنکھ کا لحاظ باقی رہے۔ نواب صاحب اب معمولاً باہر سونے لگے۔ بیگم صاحب نے بھی مصلحتاً تعرض نہ کیا۔ صرف صبح کو سلام کے لیئے جاتے تھے۔ یہ بھی کبھی کبھی ناغہ ہونے لگا۔ بیگم صاحبہ نے اس پر بھی چنداں اعتنا نہ کی۔ جب سامنا ہوگیا۔ اسی تیوروں سے ملیں جس طرح پہلے ملتی تھیں۔ اور اگر دو دن بھی خود محل میں نہ گئے تو خود نہ بلا یا بلکہ خاطر داری میں کسی طرح کی کمی نہیں کی۔ صرف ملازموں کو سمجھا دیا تھا کہ چھوٹے نواب کے کھانے پینے کے برتن علیحدہ رکھو۔ مگر اس طرح کہ چھوٹے نواب پر ظاہر نہ ہونے پائے۔ خود حد کی متشرع تھیں

itsurdu.blogspot.com

itsurdu.blogspot.com

بڑے نواب کے انتقال کے بعد طبیعت میں احتیاط زیادہ ہو گئی تھی۔ ہر چیز کو اپنے سامنے غوطہ دلواتی تھیں۔ اس بات میں کسی پر اعتبار نہ تھا اپنا کھانا اپنے سامنے پکواتی تھیں۔ کہیں سے کیسی ہی کوئی چیز تحفہ کیوں نہ آئے ممکن نہ تھا کہ زبان پر بھی رکھ لیں۔ عزیزوں کے گھر پر آمد و رفت بالکل موقوف کر دی۔ چھوٹے نواب کی آوارگی نے ان کے مزاج میں ایک خاص تغیر پیدا کر دیا تھا۔ اب ہر چیز سے ان کو نفرت سی ہو گئی تھی نہ کسی سے ملنا پسند کرتی تھیں نہ زیادہ باتیں کرنے سے رغبت تھی۔ غرضکہ بالکل تارک الدنیا ہو گئی تھیں دنیا و مافیہا سے کچھ کام نہ تھا۔ چپ چاپ بیٹھے رہنا یا کتاب دیکھنا۔ یا چھٹی نویس سے پڑھوا کے سنا کتابیں بھی وہ جن میں خدا اور رسول کی کچھ باتیں ہوں۔ قصہ کہانی کی کتابوں سے پہلے بہت شوق تھا مگر اب اُس سے جی ہٹ گیا تھا۔

چھٹی نویس آفت کی پرکالہ تھی۔ ملازم ہونے کے بعد اُس نے بڑی کوشش کی کہ کسی طرح بیگم صاحب کے مزاج کو اپنے رنگ پر لاؤں۔ مگر بیگم صاحب کسی طرح نہ پسیجیں۔ خواندہ ہونے کی وجہ سے چھٹی نویس کو وہ پسند کرتی تھیں۔ مگر چھٹی نویس کے اطوار ان کو کچھ اچھے نہیں معلوم ہوتے تھے اس لئے بیگم صاحب نے ان کو نوکروں کی حد پر رکھا تھا۔ کسی قسم کی بے تکلفی کو جگہ نہ رکھا تھا۔ بیگم صاحب کے راز ان کے دل ہی میں رہتے تھے۔ کبھی کسی سے بیان نہ ہوتے تھے بڑے نواب مرحوم کے انتقال کے بعد تم کسی کو نہیں بتا سکتے جس سے انھوں نے اپنی کوئی راز کی بات کہی ہو۔ حساب کتاب کے وقت بالکل بے مروت ہو جاتی تھیں ممکن نہ تھا کہ حبہ ان کا کسی کے ذمہ رہ جائے۔ اس سے تنگ دل مشہور تھیں فی الواقع ایسا نہ تھا۔ خرچ کرنے کے موقع پر دل کھول کے خرچ کرتی تھیں۔ بیجا ایک پیسہ کے صرف کی روادار نہ تھیں۔ اب اُن کے دل میں اگر حسرت تھی تو یہ تھی کہ چھوٹے نواب لائق ہوں۔ کہیں اُن کی شادی کر دی جائے۔ چلئے گھر آباد ہو جائے۔ بڑے نواب کی زندگی میں اکثر جگہ شادی کا تذکرہ ہوا مگر ہنوز کوئی بات قرار نہ پائی تھی ماموں کی لڑکی کے ساتھ بچپن سے پیام تھا۔

افسوس چھوٹے نواب کی آوارگیوں نے ماں کی حسرتوں کو خاک میں ملا دیا۔ بیگم اب دنیا سے بالکل دست بردار تھیں۔ اگرچہ سن کچھ ایسا نہ تھا مگر اپنے آپ کو بڑھیوں سے بدتر کر دیا تھا کسی

itsurdu.blogspot.com

itsurdu.blogspot.com

چیز کا شوق ہی نہ تھا۔ دنیا اُن کے لئے بیکار تھی اور وہ دنیا کے لئے۔

چھوٹے نواب کی شادی کا تذکرہ اب بھی کبھی آجاتا تھا۔ بیگم کو اس سے کسی قدر تعلق خاطر تھا۔ اس لئے چند لمحے کے لئے چہرے پر بحالی آجاتی تھی۔ مگر کچھ سوچ کر بے ساختہ ایک آہ سرد دل سے نکل جاتی تھی۔ آنکھوں میں آنسو بھر آتے تھے۔ پہلے سے زیادہ اداس ہو جاتی تھیں۔

بیگم کی اس حالت سے چھٹی نویس اور مغلانی سر ہو گئی تھیں۔ اب انھوں نے چاہا کہ اس جوش سے کچھ کام لیا جائے۔ مختلف پیرایوں سے بیگم کے سامنے یہ ذکر چھیڑا۔

چھوٹے نواب کی خرابیوں کا تذکرہ ہوتا رہا۔ اس میں بی مغلانی نے فوراً یہ جوڑ لگایا۔

مغلانی۔ قصور معاف ہو۔ ایک بات میں حضور بھی کوتاہی کرتی ہیں شادی کیوں نہیں کر دیتیں۔

بیگم۔ بی مغلانی کیسی باتیں کرتی ہو چھوٹے نواب اس لائق ہوتے تو رونا کا ہے کا تھا۔ پرائی بچی کو بیکار لا کے پھنساؤں۔

چھٹی نویس۔ حضور یہ سچ ہے۔ مگر اکثر دیکھنے میں آیا ہے۔ جوانی میں مرد ذات کیا نہیں کرتے مگر ادھر شادی کر دی۔ بیوی کا منہ دیکھا۔ پامرید ہو گئے۔ لیجئے سب کو چھوڑ بیٹھے باہر کی آمد رفت موقوف ہوئی۔ خدا نے فضل کیا۔ بچہ بالا ہو گیا۔ اُس میں دل لگ گیا۔ اسی لئے اگلے بزرگوں کا یہ قاعدہ تھا کہ ادھر لڑکا جوان ہوا۔ ادھر شادی کر دی۔ اب لڑکیاں بیس بیس برس کے سن تک بیٹھی رہتی ہیں لڑکوں کو کون کہے۔ جیسے جیسے نئے قاعدے نکلتے آتے ہیں۔ ویسی ویسی خرابیاں پڑتی جاتی ہیں لڑکا ہو یا لڑکی جلدی سے شادی کر دینے میں ہزار آفتوں سے بچے رہتے ہیں۔

بیگم۔ مگر میں نے سنا ہے کہ فرنگنوں کی شادیاں تیس تیس برس کے سن میں ہوتی ہیں۔

چھٹی نویس۔ فرنگنوں کی نہ کہیے۔ ہر ملکے و ہر رسمے۔ وہ اپنی شادیاں جو آپ کرتی ہیں۔ پھر انھیں اختیار ہے۔ جب جی چاہے۔ کریں۔

مغلانی۔ (بڑے تعجب سے) اوہی بی بی تو کیا آپ سے خصم ڈھونڈھ لیتی ہیں۔

itsurdu.blogspot.com

itsurdu.blogspot.com

بیگم۔ اور کیا۔ آپ سے ڈھونڈھ لیتی ہیں۔ اور جس سے شادی کرنا ہوتی ہے اُس سے برسوں پیام سلام ہوتا ہے۔ وعدے وعید رہتے ہیں۔ جب اچھی طرح کس لیتی ہیں تو شادی کرتی ہیں۔

مغلانی۔ اور یہ پیام سلام آپ ہی کرتی ہیں۔

چھٹی نویس۔ اوہی خالہ تم بھی کیا بھول بنتی ہو۔ خود نہیں تو کیا تم پیام سلام کرنے جاتی ہو۔

مغلانی۔ (ذرا خفا ہو کے) میرے دشمن پیام سلام کرنے جائیں۔ یہ بات تو کچھ میری سمجھ میں نہیں آتی۔ بن بیاہی لڑکی غیر مرد سے آپ ہی اپنی شادی کی بات چیت کرے۔ اور ماں باپ کس لئے ہوتے ہیں

چھٹی نویس۔ اُن کے ملک کا یہی رسم ہے۔ پھر اس میں کسی کا اجارہ ہے۔

مغلانی۔ نا صاحب۔ ہماری سمجھ میں نہیں آتا۔ کسی ملک میں ایسا رسم نہیں ہو سکتا۔ اور تم کیا دیکھ آئی ہو یہی سُنی سُنائی کہتی ہو بھلا تمھیں کیونکر معلوم ہوا۔

چھٹی نویس۔ ہم نے اپنی مس صاحب سے سُنا تھا۔ جو ہمیں پڑھانے آتی تھیں۔ اور پھر کتابوں میں روز دیکھتے ہیں۔ یہ انگریزی قصوں کی کتابیں جو آج کل بہت نکل پڑی ہیں اُن سے کل حال آئینہ ہو جاتا ہے۔ اس لئے کہ جس ملک کی جو رسمیں ہوں گی وہی تو قصے کہانیوں میں بیان کی جائیں گی۔

بیگم۔ ہاں یہ قصوں کی کتابیں میں نے بھی دو چار دیکھی ہیں۔ نواب کو (خدا بخشے) بڑا شوق تھا۔ الماری کی الماری بھری ہوئی ہے۔

چھٹی نویس۔ اے ہے۔ بیگم صاحب مجھے بتا دیجئے کون سی الماری میں ہیں۔ میں خود پڑھا کروں اور آپ کو سُنایا کروں۔

بیگم صاحب۔ وہ کیا میری کتابوں کی الماری کے برابر جو دوسری الماری ہے۔ اُس میں اسی طرح کی کتابیں ہیں۔ مگر میرا تو ان کتابوں میں دل ہی نہیں لگتا۔ ایک جھوٹ کا طومار ہوتا ہے۔ اس سے قرآن پڑھے۔ حدیث پڑھے۔ مرثیہ دیکھے جو ثواب بھی ہو۔ لوگوں کی یاری آشنائی کی باتیں پڑھنے سے کیا فائدہ۔

چھٹی نویس۔ بیگم یہ سب سچ ہے۔ مگر میرا تو ایسا جی لگتا ہے کہ جہاں دو ورق پڑھے بھوٹنے

itsurdu.blogspot.com

itsurdu.blogspot.com

کوئی نہیں چاہتا۔

بیگم۔ موئے شیطانی کام میں تو دل لگتا ہی ہے۔

مغلانی۔ حضور سچ کہتی ہیں۔

چٹھی نویس۔ جو جی چاہے کہئے۔ قصّے کہانیوں کی کتابوں پر میرا دم جاتا ہے۔

بیگم۔ تم پر کیا موقوف ہے۔ ایسی باتوں میں بہت لوگوں کا دل لگتا ہے۔ اے لیجئے۔ لذت عشق اور فریب عشق ایسی ایسی بیہودہ کتابیں جن کا چھپنا سرکار نے بند کرا دیا۔ مگر اس کو کیا کیجئے کہ ہزاروں آدمیوں کو زبانی یاد ہے۔ میں نے ایک کارچوب بنوانے کے لئے گھر پر کاریگر بٹھائے تھے اُن میں ایک کاریگر تھا۔ موا دن بھر زہر عشق چلا چلا کے پڑھا کرتا تھا۔ اندر سبھا کو دیکھو کیسی مشہور رہے۔ صبح سے شام تک سیکڑوں لونڈے گلیوں میں گاتے ہوئے نکلتے ہیں اور حمد کا ایک شعر بھی کسی سے کبھی نہیں سُنا۔

مغلانی۔ موئی کوئی بات میں بات نکل آئی ہے۔ سنتی ہوں کوئی تماشہ نکلا ہے۔ جسے تھیٹر کہتے ہیں میرے محلے میں ایک بیوی رہتی تھیں۔ وہ بہت دیکھنے جاتی تھیں۔ ایک دن وہاں کوئی تماشہ ہوا یہ وہیں غش کھا کے گر پڑیں۔ ماما ساتھ تھی۔ ڈولی میں ڈال کے گھر میں لائی اے لیجئے اس دن سے دیوانی ہو گئیں۔ زنجیروں میں جکڑی ہوئی رہتی ہیں۔

چٹھی نویس۔ میں خود اُس دن اس تماشے میں موجود تھی۔ لیلیٰ مجنوں کا تماشہ تھا۔

بیگم۔ تو کیا تم نے تھیٹر دیکھا ہے۔ کیوں نہ ہو شوقین جو ٹرا ہے۔

تھیٹر میں جانے کا حال سُن کے بیگم کے تیور بدل گئے تھے چٹھی نویس بھی اس بات کو تاڑ گئیں چاہتی تھیں بات کا پہلو بدل جائے مگر اب ہو ہی کیا سکتا تھا شوقین ہونے کا رمز بیگم پر خود اپنی زبانی کھل گیا۔ اس بات کا اندازہ مشکل ہو سکتا ہے کہ اور لوگ ہمارے کردار کو کس قدر اچھا یا برا سمجھتے ہیں بیگم کے نزدیک تھیٹر میں جا کے تماشہ دیکھنا ایسا گناہ عظیم تھا جس کی توبہ تک قبول نہیں چٹھی نویس کی نزدیک میں یہ فعل کچھ ایسا برا نہ تھا۔

itsurdu.blogspot.com

itsurdu.blogspot.com

چھوٹے نواب کی نسبت کا تذکرہ چھیڑا اگر کوئی بات طے نہ ہوئی۔ مگر بی مغلانی اور چٹھی نویس کو معلوم ہوا کہ چھوٹے نواب کی نسبت کے تذکرہ سے بیگم چیں بہ جبیں نہیں ہوتیں۔ اس معاملے میں کسی قدر گنجائش ہے۔ اگر بیگم کے دل میں کسی طرح جگہ ہو سکتی ہے تو اسی سے ہو سکتی ہے۔ چھوٹے نواب کی حرکتوں سے بیگم بہت ہی ناخوش تھیں۔ مگر پھر بھی ماں تھیں کہاں تک خیال نہ ہوگا۔ بیگم کے پاس سے اٹھنے کے بعد خالہ بھانجیوں میں یہ صلاح ہوئی کہ چھوٹے نواب کی اسم نویسی کسی طرح لے کے کہیں بات ٹھہرانا چاہیے

رجب کی نوچندی ہے تال کٹورہ کی کربلا میں اچھا مجمع ہے۔ اکثر اہل شہر سفید پوش زیارت کے لئے آئے ہیں۔ شہر کی اونچی اونچی رنڈیاں ٹھاٹھ سے بیٹھی ہیں کربلا کے احاطے میں جا بجا درختوں کے نیچے قبروں پر دریاں۔ چاندنیاں بچھی ہیں۔ دروازے کے سامنے سے نہر تک دورستہ بازار لگا ہے۔ کسی حلوائی کی دوکان پر پوریاں تلی جاتی ہیں۔ کہیں تازی جلیبیاں بن رہی ہیں۔ مٹھائی کے خوانچے سجے ہوئے ہیں۔ کہیں نانوائی خمیری روٹیاں گرم گرم تنور سے نکال رہا ہے کبابی کباب بھون رہے ہیں تنبولنوں کی دوکانوں پر شوقینوں کا مجمع ہے۔ خوانچہ والے چاروں طرف آواز لگاتے پھرتے ہیں۔ حاجی مستیا کی کربلا کے پھاٹک سے لے کر ریل کی سڑک تک گاڑیوں اور اکوں کا ہجوم ہے۔ اسی مقام پر سب گاڑیوں سے علیحدہ کھیتوں کے کنارے کوئی پچاس ساٹھ قدم کے فاصلے پر دو گاڑیاں کھڑی ہیں۔ ایک گاڑی پر ہمارے جناب حکیم صاحب تشریف رکھتے ہیں۔ اور دوسری گاڑی میں دو تین عورتیں کھڑکھڑیوں سے جھانک رہی ہیں۔ کوچ بکس پر بی مہری دھری ہوئی ہیں۔ ایسی گاڑی جس کی کھڑکھڑیوں سے عورتیں جھانکتی ہوں۔ اور خصوصاً وہ جس کے کوچ بکس پر بی امامن مہری کا جلوہ نظر آئے۔ ممکن نہیں کہ تماشبینوں کا اس کے گرد جمگھٹا نہ ہو جائے۔ مگر گاڑی کے قریب دو تین گز کے فاصلے پر مہری کے یار غار میاں امجد ایک زرد پھنٹیا سر سے آڑا لپٹا ہوا گلابی کرتہ پہنے دھوتی باندھے ایک لٹھ جنگی ہاتھ میں لئے پنترا بدلے کھڑے ہیں۔ اور گاڑی کی طرف دیکھنے والوں کو بڑے تیوروں سے

itsurdu.blogspot.com

itsurdu.blogspot.com

دیکھتے ہیں اس پر بھی نظر بچا کے دیکھنے والے باز نہیں آتے۔

اُدھر حکیم صاحب کی گاڑی کے برابر میاں نبی بخش لال پگڑی باندھے ہوئے چست کمر کسے۔ مداریہ حقہ ہاتھ میں لئے تگے کھڑے چلم پھونک رہے ہیں۔ جو شخص نظر تامل سے دیکھے اُس کو معلوم ہو سکتا ہے کہ دونوں گاڑیوں میں کسی نہ کسی قسم کا خفیہ تعلق ضرور ہے کسی برقی قوت کا تار جو آنکھوں سے دکھائی نہیں دیتا لگا ہوا ہے اور متواتر خبریں آتی جاتی ہیں اس لئے کہ ابھی ادھر حکیم صاحب نے جمائی لی ادھر بی مہری کوچ بکس سے اتریں۔ کسی نے ہاتھ بڑھا کے خاصدان مہری کو دیا۔ یہ حکیم صاحب کی طرف لپکے روانہ ہوئیں۔

حکیم صاحب۔ (پان خاصدان سے نکال کے) کیا اچھی گلوری بنی ہوئی ہے۔ بیگم کے ہاتھ کی بنی ہوگی۔

مہری۔ (تیوری چڑھا کے) بیگم کے دشمن ہاتھ سے پان لگانے لگے۔ گلوری والی کس لئے لوکر ہے۔ یہ بھی کیا غریب خانہ کی بیبیاں ہیں کہ آپ ہی ماما آپ ہی بیوی۔ آپ ہی لونڈی۔ چولھا پھونک رہی ہیں۔ پسینا بہتا جاتا ہے۔ ایک طرف لڑکا دودھ پی رہا ہے۔ اتنے میں میاں نے پان مانگا روٹی جلتے توے پر چھوڑ کے اُٹھیں پٹاری سے پان لگایا پھر سڑ سڑ کرتی چولھے کے آگے آن بیٹھیں جب تک یہ پان لگائیں لگائیں۔ روٹی جل کے کوئلہ ہوگئی۔ اُدھر لڑکا چولھے میں ہاتھ گھسیڑے دیتا ہے۔ بھئی سچ کہوں میرا تو ان بیویوں کے ہاتھ سے کوئی چیز کھاتے گھن آتی ہے۔ اُسی ہاتھ سے لڑکے کو دودھ پلایا۔ اُسی سے روٹی پکا رہی ہیں۔ اسی سے پان لگا رہی ہیں۔ کیوں حکیم صاحب کچھ جھوٹ کہتی ہوں؟۔ امیر خانہ کی بیگمات کا کیا کہنا۔ کوئی کام اپنے ہاتھ سے کرتی ہیں۔

حکیم صاحب اس بات سے زیادہ نہیں جھینپے۔ کیونکہ ان کی بی بی خدانخواستہ اپنے ہاتھ سے تو روٹی پکاتی نہ تھیں۔ خدا رکھے بواخرن۔ (حکیم صاحب کی کھلائی) ابھی تک زندہ تھیں گو کہ اب آنکھوں سے سوجھتا کم تھا۔ مگر پاؤ بھر کی آٹھ چپاتیاں اب تک پکا لیتی تھیں۔ اگلے بزرگوں کے تصرفات کا اثر تھا حکیم صاحب کی بیوی سے آٹھ لڑکے ہوئے۔ ہمیشہ آنا کی فرمائش رہی مگر اتفاق سے ملی ہی نہیں۔

itsurdu.blogspot.com

itsurdu.blogspot.com

اور ملی تو دودھ اُس کا معتدل القوام نہ تھا۔ اس لئے نوکر نہ رکھی گئی یہاں تک کہ اسی انتظار میں لڑکوں کی دودھ بڑھائیاں ہو گئیں۔ اب دس بارہ برس سے کوئی بچہ نہیں ہوا۔

حکیم صاحب۔ اچھا یہ پوچھو کچھ کھانے کو منگوا دیا جائے۔

مہری۔ حکیم صاحب کچھ ہوش درست ہیں۔ بیگم صاحب بازار کی کوئی چیز کھائیں۔ وہ جو کھانا آپ نے پکوا کے بھیجا۔ زبان پر تو رکھا نہیں سب ہم لوگوں کے کھائے گیا وہ کہیں کا کھانا کھاتی ہی نہیں مہری نے یہ کہہ کے ایک قہقہہ لگایا۔

حکیم صاحب۔ (ذرا چین بہ جبیں ہو کے) تو پھر کیا کھاتی ہیں؟۔

مہری۔ کھاتی کیا ہیں۔ اپنے سامنے انگیٹھیوں پر چھوٹی چھوٹی چاندی کی پتیلیوں میں خاصہ وال پکاتی ہے وہی نوش کرتی ہیں ماشاءاللہ سے میری آنکھوں میں کھا کے اپنے ہاتھ سے ایسا پکاتی ہیں کہ موئے باورچی کیا پکائیں گے۔

حکیم صاحب کو بڑا صدمہ ہوا اس لئے کہ آپ نے اُس دن کے کھانے میں بڑا اہتمام کیا تھا میاں علی بخش باورچی نے کچی بریانی خاصگی پکائی تھی۔ صرف دو وقت کی روٹی میں بیس پچیس روپے صرف ہو گئے تھے۔ اور کھانا بھی اسی قسم کا تھا۔ پورے تورے میں پورا پیسا صرف ہوا تھا۔ افسوس بیگم صاحب نے زبان پر بھی نہیں رکھا۔ بی مہری اور میاں امجد نے دو دن تک کھایا مگر حکیم صاحب دل میں خوش ہیں۔ اس لئے کہ خیر کھانا کھایا یا نہ کھایا۔ میرے اشتیاق میں تال کٹورے کی کر بلا تک تو آئی ہیں۔

طبیعت میں تلون ہے کبھی خوش ہیں کبھی ناخوش
ستم کا کیا گلہ کرتے وفا پر ناز کیوں ہوتا
بنا وٹ جن کی ایسی ہے لگاوٹ اُن کی کیا ہوگی
وہ عاشق بھی ہوئے بالفرض تو اپنا ضرر ہوگا

itsurdu.blogspot.com

itsurdu.blogspot.com

گومتی اُس پار نصیر الدین حیدر کی کربلا کے سامنے ایک چھوٹا سا میدان ہے۔ چاروں طرف پتاور کے جھنڈ ہیں۔ اس سے ایک وسیع احاطہ سا بن گیا ہے۔ میدان میں زراعت نہیں ہوتی صرف چرائی کے لئے چھوڑ دیا ہے۔ اس کے گرد دور تک آبادی کا نشان نہیں۔ کچھ فاصلے سے کنجڑوں کی جھونپڑیاں پڑی ہیں۔ اس میدان کے ایک طرف ایک بلند ٹیلے پر ایک کچا سا مکان ہے جو کرامت علی شاہ صاحب نے عارضی طور پر بنوالیا ہے۔ مکان کے باہر ایک چبوترہ ہے اس کے گرد چند پھولوں کے درخت لگے ہیں۔ اس وقت چبوترے پر ایک چٹائی بچھی ہے اس کے ایک طرف مرگ چھالے پر شاہ صاحب رو بہ قبلہ بیٹھے ہیں۔ کالبد شریف شاہ صاحب کا سیاہ ہے اُس پر سفید لمبی داڑھی کس قدر موزوں ہے۔ گویا اندھیری رات میں چاندنی نے کھیت کیا ہے۔ ہاتھ میں زیتون کی تسبیح ہزار دانہ کی ظفر تکیہ ہاتھ کے نیچے رکھے ہوئے سامنے بستہ دھرا ہوا ہے۔ چہرہ مہیب، کہیں جھریاں پڑی ہوئی بڑی سی ناک آگے سے پھول ہوئی۔ موٹے موٹے ہونٹ۔ بڑے بڑے دانت۔ ایک ذرا آگے کو نکلا ہوا۔ پان کثرت سے کھاتے تھے۔ اس لئے دانت بالکل سیاہ ہو گئے تھے اُس پر تمباکو کی خوشبو جس کی مہک بات کرتے وقت دور تک جاتی تھی۔ اگرچہ وہ اُن لوگوں کو ناگوار ہو جو تمباکو نہیں کھاتے مگر درحقیقت کچھ ایسی بُری نہ تھی۔ لا الٰہ الا اللہ۔ لاموجود الا اللہ ولا مؤثر فی موجود الا اللہ کے نعرے بار بار بلند ہوتے ہیں۔ مراقبہ کا عالم ہے۔ کشف و شہود کے جھروکے کھُلے ہوئے ہیں۔ شاہد حقیقی کی جھلک بار بار نظر آتی ہے۔ دو دنیا دار غرض مند سامنے چٹائی پر مودب بیٹھے ہوئے ہیں۔

ان میں سے ایک ہمارے نئے بگڑے آسیب زدہ چھوٹے نواب صاحب، اور دوسرے خلیفہ جی ہیں شاہ صاحب وظائف معمول سے فارغ ہو کر ان کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔

شاہ صاحب۔ نواب صاحب مرشد کے حکم سے آپ کی خیر و عافیت ہر روز دریافت معلوم ہوتی رہتی ہے آخر آپ نے قدم رنجہ فرمایا کہیے کیا حال ہے۔ (یہ آخری فقرہ ذرا مسکرا کے کہا تھا)

نواب بیچارے پہلے ہی سے شاہ صاحب کے شکوہ میں دبے ہوئے بیٹھے تھے۔ ابھی انھیں اس کی فکر ہی تھی کہ کیا جواب دیا جائے۔ قصد کیا مگر مُنہ سے بات نہ نکلی۔ خلیفہ جی نے وکالت کی۔

itsurdu.blogspot.com

itsurdu.blogspot.com

خلیفہ جی۔ حضور روشن ضمیر ہیں۔ جب آپ کو روز روز کا حال معلوم ہے تو پھر اس وقت کی ضرورتوں کا بیان کرنا بیکار ہے۔ مع خراشی سے فائدہ کیا۔

نواب صاحب دل میں بہت ہی خوش ہوئے کہ اگر میں جواب دیتا تو اس سے زیادہ اور کیا کہتا۔

شاہ صاحب۔ ہاں مجھے معلوم ہے شکایتیں سنتے سنتے دم بتنگ ہو گیا۔ وہ شخص جس کی تلاش میں آپ آئے ہیں برسوں سے آپ کی جویان ہے۔ صاحبزادے تقدیر کے اچھے ہو۔ شاہ جن کے وزیر کی بیٹی سبز قبا آپ پر عاشق ہو۔ اور آپ وہ بے اعتدالیاں کریں جس سے فرقہ نسواں کو عموماً رنج پہنچتا ہے۔ اتنا نکتہ آپ کو بتائے دیتے ہیں کہ صاحب اختیار کے عاشقی میں کبھی معشوق کو عاشق بنانا پڑتا ہے۔ آپ اپنے کو سنبھالئے یہ معاملہ دیگر ہے۔ اگر سیدھے رہیئے گا تو اس کا حظ اٹھایئے گا۔ ورنہ پچھتایئے گا۔

شاہ صاحب نے یہ چند کلمے ان تیوروں سے کہے تھے کہ ناتجربہ کار نواب بیچارہ بالکل سہم گیا مگر دل کڑا کر کے صورتِ واقعی کا اس طرح اظہار کیا۔

نواب۔ لاعلمی میں جو صورت ہوئی وہ تو ضرور قابل عفو ہیں۔ مگر آئندہ آپ کے ارشاد کے موافق عمل کیا جائے گا۔

خلیفہ جی۔ حضور ہمارے نواب صاحب ہیں تو کم سن۔ مگر بہت ہی سلیم الطبع اور نیک ہیں جو آپ فرمائیں گے اس سے سرمو تفاوت نہ ہوگا۔

شاہ صاحب۔ (مسکرا کے) اچھا یہ تو کہئے۔ آپ آج کل آرام کہاں کرتے ہیں۔

نواب۔ (گھبرا کر) والد ماجد کے انتقال کے بعد گھر میں دل نہیں لگتا۔ اکثر دیوان خانے میں سو رہتا ہوں۔

شاہ صاحب۔ درست! (یہ اس لہجے میں کہا گویا نواب نے اپنا حال غلط کہا تھا۔)

خلیفہ۔ جی ہاں صحیح فرماتے ہیں۔ نو دس بجے رات تک تو میں خود حاضر رہتا ہوں۔ خاصہ کھانے کے بعد نواب اپنے پلنگ پر سو جاتے ہیں۔ میں گھر چلا جاتا ہوں۔

itsurdu.blogspot.com

itsurdu.blogspot.com

شاہ صاحب۔ ہاں تو آپ کو کیا معلوم کچھ لوگ نواب صاحب کے پلنگ کے پاس بھی رہتے ہیں۔ اُن سے دریافت کیجئے؟۔

خلیفہ جی۔ یہ معمہ تو میری سمجھ میں نہیں آتا۔ کچھ اور واضح ارشاد کیجئے۔

شاہ صاحب۔ نہیں ابھی کچھ نہ کہوں گا۔ ابھی نواب صاحب کم عمر ہیں ایسا نہ خوف کھا جائیں

خلیفہ۔ تو کیا کوئی خوف ناک معاملہ ہے۔

نواب۔ (دل کڑا کر کے) نہیں آپ بے تکلف ارشاد کیجئے۔ میں ڈرنے کا نہیں۔

شاہ صاحب۔ ہاں اس کی تو مجھے اُمید ہے آپ ہیں کس خاندان سے۔ آپ ہی کے بزرگوں نے ہندوستان کو فتح کیا تھا۔ قومی اثر کہاں تک نہ ہوگا۔ اچھا تو آپ سنیئے۔ آپ اس مقام سے جہاں پر بظاہر آرام کرتے ہیں کئی ہزار کوس کے فاصلے پر اٹھوا لئے جاتے ہیں۔ سبز قبا کے خاص کمرے میں پانچ ساعت چھیالیس منٹ تک کل شب کو آپ سوئے اس کے بعد پھر ان واحد میں اپنے مقام پر پہونچا دیئے گئے مگر وہ آپ کی صورت پر عاشق ہے کسی طرح کی تکلیف نہیں دیتی۔ پرسوں شب کا تذکرہ ہے کہ آپ وہیں بیدار ہوئے تھے۔ آپ نے اپنے ملازم شیدی مقصود کو آواز دی۔ فوراً ایک جن شیدی مقصود کی شکل بن کے حاضر ہوا۔ آپ نے برف آب طلب کیا۔ اُس نے پلایا پھر آپ کے پہلو میں جو معشوقہ سو رہی تھی۔ اور جو اُس وقت آپ سے کئی ہزار کوس کے فاصلے پر آپ کے کمرے میں پڑی خراٹے لے رہی تھی اُس کو پوچھا تھا۔ شیدی مقصود نے آپ سے کہا۔ ابھی باہر گئی ہے۔ اس کے بعد آپ نے تھوڑی دیر انتظار کیا برف آب میں شراب ناب پردہ قاف کی ملی ہوئی تھی۔ وہ پیش کی۔ آپ کو فوراً بیہوش کر دیا۔ پھر آپ کا چاہنے والا پہلو میں آگیا۔ یہ سوا تین بجے شب کا واقعہ ہے اس کے بعد ایک ساعت اٹھائیس دقیقہ آپ پرستان میں اور رہے پھر آپ کی پلنگڑی آپ کے کمرے میں پہونچا دی گئی۔ راستہ میں آپ نے عالم بیخودی میں غضب کی کروٹ لی تھی۔ اگر جن آپ کی پلنگڑی کے قریب نہ ہوتا تو کوہ البرز پر گر جاتے۔ اور دشمنوں کا پتہ بھی نہ ملتا۔ یہ سب باتیں آپ کو خواب و خیال معلوم ہوتی ہوں گی۔ مگر واقعات بالکل صحیح صحیح ہیں۔ اس لئے کہ میرے پاس ایک ایک لمحہ کے بعد خبر پہونچتی ہے

itsurdu.blogspot.com

itsurdu.blogspot.com

نواب ۔ ان واقعات کو سُن کے عالم حیرت میں ہو گئے ۔ اس لئے کہ صرف ایک رات قبل کا واقعہ تھا ۔ بہت سی باتیں شاہ صاحب کے قول کی تصدیق کرتی تھیں ۔ سوائے بجا اور درست کہنے کے کوئی جواب بن نہ پڑا ۔ اس کے بعد شاہ صاحب نے فرمایا ۔ اچھا تو آپ تشریف لے جایئے ۔ میرے وظائف کا وقت ہے ۔ کل اسی وقت پھر آیئے گا ۔

نو بجے کے بعد نواب صاحب شاہ جی سے رخصت ہو کر گاڑی میں سوار ہوئے چند لمحہ تک دونوں کو سکوت رہا ۔ نواب عالم تحیر میں غرق تھے بات کیا کرتے ۔ آخر خلیفہ جی نے مہر سکوت کو توڑا ۔

خلیفہ ۔ حضور یہ تو عجیب معاملات ہیں ۔ جو شاہ جی نے بیان کئے ۔ میری تو فہم میں نہیں آتے اتنا جانتا ہوں کہ اہل کمال میں سے ہیں ۔ مگر ۔

نواب ۔ پرسوں رات کو پانی تو میں نے ضرور مانگا تھا ۔ اتنا یاد ہے ۔ اور عجب کیا ہے کہ رشیدی عباسی نے برف آب دیا ہو ۔ اس کے بعد میں سو رہا ۔ جب میری آنکھ کھلی ہے مجھے خوب یاد ہے کہ خورشید پہلو میں نہ تھی ۔ مگر نیند کا خمار میری آنکھوں میں تھا ۔ فوراً پھر غافل ہو کے سو رہا صبح کو سات بجے آنکھ کھلی ۔ خورشید پہلو میں سو رہی تھی ۔ مدار بخش نے حقہ لگایا ۔ یہ سب واقعات مجھ کو یاد ہیں ۔

خلیفہ ۔ اچھا تو اب گھر پہ چل کے رشیدی مقصود سے دریافت کیا جائے ۔ خیر یہ معاملات تو گھر پر چل کے طے ہو جائیں گے لیکن نواب اگر یہ واقعہ سچا ہے تو بڑے لطف آئیں گے ۔ پرستان کی سیریں ہوں گی پریوں کا ناچ دیکھیں گے ۔ جو باتیں قصے کہانیوں میں سنتے ہیں آپ کی بدولت آنکھوں سے دیکھ لیں گے ۔ مگر اسی وقت اقرار کر لیجئے کہ ہمیں بھی وہاں لے چلئے گا یا نہیں ۔

نواب ۔ ابھی تک غور کے عالم میں ہیں القریہ کہ ٹھنی میں گل بکاؤلی کا تماشہ کئی بار دیکھا تھا اسی کا سماں آنکھوں میں پھر رہا ہے باغ ارم کا جواب بنوانے کا منصوبہ بار بار دل میں آتا ہے قصر زمرد میں اور اس کی آرائشیں متخیلہ تجویز کر رہی ہے ۔ مگر ابھی تک یہ نقوش بخوبی مرتسم نہیں ہوتے ہیں ۔ اسلئے

itsurdu.blogspot.com

itsurdu.blogspot.com

کہ کچھ شک ہے کچھ یقین۔ مگر اُمید یقین ہی کا پہلو دبائے ہوئے ناکامیابیوں کے خیالات عالم تصور سے باہر نکالے جاتے ہیں۔ بزقبا کو ایک ٹوٹے کھنڈر ے میں دیکھا تھا۔ اُسی پر دل لوٹ ہو گیا تھا۔ اب اس کا تصور ایوان زمرد میں اور ہی جوبن دکھا رہا ہے۔ اور یہ خیال کہ وہ ہم پر فریفتہ ہے ایک عجیب عشرت انگیز تفاخر دل میں پیدا کر رہا ہے۔ اس وقت نواب صاحب اپنے زعم میں تاج الملوک سے کچھ کم نہیں۔ مگر ابھی تک یہ باتیں دل ہی دل میں ہیں سوءظن کمبخت مُنہ سے نہیں نکلنے دیتا۔ پھر خلیفہ جی کے ٹھوکے اور بھی ستم کر رہے ہیں۔ آخر اتنا زبان سے نکل ہی گیا۔) واللہ اگر ایسا ہو تو میں ضرور آپ کو لے چلوں گا۔ مگر ابھی تو کچھ سمجھ میں نہیں آتا۔

خلیفہ۔ ہاں سمجھ میں تو میرے بھی نہیں آتا مگر کرامت علی شاہ صاحب ایک بے طمع آدمی ہیں ایک سے ہزار تک نہیں لیتے۔ پھر اُن کو فضول گوئی سے کیا فائدہ۔

نواب۔ ہاں آدمی تو بے پرواہ معلوم ہوتے ہیں۔

خلیفہ۔ اے حضور یہ تو شہر بھر جانتا ہے کہ بارہ برس اُسی جگہ پر بیٹھے ہو گئے۔ شہر کے امیر و رئیس مہاجن سب ہی تو جاتے ہیں۔ کسی دن صبح کو آ کے دیکھئے اچھا خاصہ دربار ہوتا ہے۔ مگر آج تک کسی سے ایک پیسہ کے طالب نہیں ہوئے۔ لوگوں سے یہ بھی سُننے میں آیا ہے کہ کیمیا بناتے ہیں۔ اس کا حال اس طرح کھُلا کہ پہلے ہر جمعرات کو یہ معمول تھا کہ محتاجوں کو چاندی سونے کی ٹھکیاں تقسیم کیا کرتے تھے۔ اور اس راز کو چھپانے کی بہت تاکید تھی جب سے لوگوں نے مشہور کر دیا خیرات بند ہو گئی۔ مگر اب بھی نذر دیتے ہوں گے۔ کوئی اور طریقہ نکالا ہو گا۔ اتنا سُنا ہے کہ نو ۹ بجے کے بعد رات کو نکل جایا کرتے ہیں بارہ بجے تک شہر کی گشت کرتے ہیں۔ اور ٹھیک بارہ بجے دریا میں نہاتے ہیں۔ اور اُس وقت سے صبح تک عبادت الٰہی میں مصروف رہتے ہیں۔

نواب۔ اور سوتے کب ہیں۔

خلیفہ۔ چالیس برس ہو گئے رات کو نہیں سوئے۔ صبح کو طلوع آفتاب کے بعد نماز اشراق پڑھ کے ذرا کی ذرا سو جاتے ہیں۔

itsurdu.blogspot.com

itsurdu.blogspot.com

نواب ۔ چالیس برس ہوئے نہیں سوئے ا ۔

خلیفہ ۔ سوتے تو یہ کمال کیوں کر حاصل ہوتا تسخیر کا عمل قبضہ میں ہے ۔ تسخیر جنات تو ان کا ایک کھیل ہے تسخیر کواکب پر قادر ہیں ۔ جفر جامع پورا اپنے ہاتھ سے لکھا ہے ۔ نواب آپ کے شہر میں یہ ایک شخص ہیں فرد کامل ہیں ۔ بلکہ دور دوران کا نظیر نہیں ۔

نواب ۔ بھلا کوئی کچھ حاصل کیا چاہے تو بتائیں گے بھی ۔

خلیفہ ۔ بتائیں گے مگر اُسی کو ۔ جس کی قسمت میں ہو گا ۔

نواب ۔ بھلا یہ کیونکر معلوم ہو کر قسمت میں ہے ۔ یا نہیں ۔ قسمت کا حال سوائے خدا کے کون جانتا ہے ۔

خلیفہ ۔ یہ سچ ہے ۔ مگر ان لوگوں کو اپنے علم کے ذریعے سے معلوم ہو جاتا ہے جس کی تقدیر میں نہ ہوگا وہ اگر سر بھی پٹک مارے تو کبھی نہ بتائیں گے اور جس کی تقدیر میں ہوگا اُسے خود ڈھونڈ ھتے پھریں گے ۔ منتیں کر کے بتائیں گے ۔

نواب ۔ واللہ ! میرا جی چاہتا ہے ان سے کچھ حاصل کروں ۔

خلیفہ ۔ ہم دنیاداروں سے یہ کام نہیں ہو سکتے ۔ آپ سے ترک حیوانات ممکن نہیں ۔ اس کے علاوہ اور پرہیز اس قدر سخت ہیں کہ ہم سے آپ سے نبھ نہیں سکتی

نواب ۔ اگر وہ بتانے کو کہیں تو میں سب ترک کر سکتا ہوں ۔ بات ہی آدمی دل پر رکھے تو سب کچھ کر سکتا ہے ۔

خلیفہ ۔ بجا اچھا تو اگر آپ کی تقدیر میں ہے تو شاہ صاحب خود ہی آپ سے کہیں گے ۔ آپ ابھی اپنے منہ سے کچھ نہ کہیے گا ۔ اگر آپ کی تقدیر میں ہوگا تو وہ آپ ہی پیچھے پڑیں گے ۔

نواب ۔ ہاں یہ آپ نے خوب بتایا ۔ اگر تقدیر میں ہوگا تو آپ ہی خود بتائیں گے ۔

خلیفہ ۔ حکم پہونچے گا ۔

نواب ۔ یہ میں نہیں سمجھا ۔

itsurdu.blogspot.com

itsurdu.blogspot.com

خلیفہ۔ اکسیر۔ تسخیر۔ اسرار الٰہی ہیں۔ اگلے وقتوں سے سینہ بسینہ چلے آتے ہیں جس کی تقدیر میں ہوتا ہے۔ اوستاد کامل اُسے تلاش کر کے بتا دیتا ہے۔

نواب۔ اوستاد کامل اُسے کیونکر پہچان لیتا ہے۔

خلیفہ۔ اُس کا قیافہ دیکھ کے رمل یا جفر کے ذریعے سے علم نجوم سے آپ نے الٰہ دین کا تماشہ تھیٹر میں دیکھا تھا۔ ملک افریقہ کو خیال کیجئے۔ اور چین کو ہزاروں کوس کا فاصلہ ہے۔ وہاں سے اُس نے زائچہ دیکھ کے دریافت کیا کہ وہ چراغ مصطفیٰ درزی کے ہاتھوں دفینہ سے نکل سکتا ہے۔ دفینہ ساحر کو خود ہی معلوم تھا۔ اگر اُس کے نکالے نکلتا۔ تو خود ہی کیوں نہ نکال لیتا۔

نواب۔ درست ہے اور پھر دیکھئے کہ وہ چراغ الٰہ دین کے پاس رہا۔ جادوگر کو نہ ملا۔

خلیفہ۔ اور ساتھ اُس کے چھلا بھی الٰہ دین ہی کو ملا۔

نواب۔ چھلا اور چراغ دونوں میاں الٰہ دین کے ہاتھ آئے۔ بادشاہ چین کی لڑکی سے شادی ہوئی۔ زندگی بھر چین کیا۔ جادوگر کو کیا ملا۔ مفت جان بھی کھوئی۔ اور اتنی کھکھیڑیں ناحق اُٹھائیں پہلے ہی زائچے میں غور کر لیتا تھا کہ وہ چراغ اور چھلا کس کی تقدیر میں ہے۔ اُس کی اطاعت کرنا تھی۔

خلیفہ۔ اس میں کیا شک ہے۔ اور اس میں ایک بھید اور بھی ہے۔ اہل کمال کی شان یہ ہے کہ مستغنی ہوں۔ جادوگر کی طمع نے اُسے ہلاک کیا۔ اکسیر اور تسخیر سے ذاتی نفع اٹھانا مقصود نہیں ہے ایسا کرنے سے ان چیزوں کی تاثیر سلب ہو جاتی ہے۔

نواب۔ یہ بھی صحیح ہے۔ تو پھر ان چیزوں سے نفع ہی کیا۔

خلیفہ۔ دل غنی ہو جاتا ہے۔ کسی چیز کی ضرورت خود ہی نہیں رہتی۔ ہفت اقلیم کی بادشاہت ہو تو خاک ہے۔

نواب۔ اچھا خود نہ سہی۔ دوسروں کو تو نفع پہونچا سکتے ہیں۔ خدا کی راہ میں صرف کرے آپ نے کھایا نہ کھایا۔ ہزاروں آدمی کو کھلایا۔ واللہ اگر مجھے معلوم ہو جائے تو میں ہزار روپے روزکی

itsurdu.blogspot.com

itsurdu.blogspot.com

محنت پکوا کے محتاجوں کو تقسیم کیا کر دوں ۔ سیکڑوں آدمیوں کو حج اور زیارت کے لئے روانہ کروں ۔ محتاجوں بیوہ عورتوں کی ماہواریاں مقرر کر دوں ۔ بن بیاہی لڑکیوں کی شادیاں کرا دوں ایک عالیشان مسجد بنواؤں ۔ جامع مسجد سے بڑی ۔ اور اس کے پاس ایک امام باڑہ حسین آباد سے بہتر بنواؤں ۔

خلیفہ ۔ نواب اگر آپ کی نیت ایسی ہے تو آپ ضرور صاحب اکسیر ہوں گے ۔

ان باتوں میں گاڑی مکان کے پاس پہونچ گئی ۔ نواب اور خلیفہ جی اترے ۔ رات کے دس بجے تھے ۔ معمولی اشتغال کے بعد دسترخوان بچھا ۔ کھاتے ہی آرام کیا خلیفہ جی اپنے گھر چلے آئے ۔

دوسرے دن صبح کو اس رات کے واقعات کی تحقیقات شروع ہوئی ۔ ملازمین کے اظہار ہونیلگے خیدی مقصود ۔ نواب آپ کے نمک کی قسم اُس دن شب کو تو میں سات بجے سے آپ سے رخصت لے کے گھر چلا گیا تھا ۔ رات بھر چھٹن (میرا ایک دوست ہے) اُس کی برات تھی ۔ رات بھر وہیں رہا جس وقت میں نے حضور سے رخصت لی ہے خلیفہ جی بھی تو بیٹھے تھے ۔

مدار بخش ۔ حضور نے اُس دن شب کو آپ خاصہ طلب ہی نہیں کیا ۔ (خلیفہ جی کی طرف اشارہ کرکے) آپ جانتے ہیں ۔ میں رات بھر جاگتا ہوں ۔ جس وقت جی چاہے پکارے ۔ ایک آواز میں میری آنکھ کھل جاتی ہے ۔

خورشید ۔ (معشوقہ ملازمہ نواب) خلیفہ جی ہوش کی دوا کرو ۔ بات کا بتنگڑ نہ بناؤ ۔ نواب نے رات بھر یہیں آرام کیا ۔ اُس رات میرے سر میں درد تھا ۔ میں خود رات بھر جاگا کی ۔ نہ دیوزاد آئے نہ پلنگڑی پرستان گئی ۔ یہ سب قصے کہانیوں کی باتیں ہیں ۔ کن بھلاوں میں پڑے ہو ۔

خلیفہ ۔ واہ تم کیا جانو ۔ ہاں تم کو ایسا ہی معلوم ہوا ہوگا ۔ شاہ صاحب کبھی غلط نہ کہیں گے ۔

خورشید ۔ یہ کون شاہ صاحب اُلّو کے پٹھے ہیں ۔

itsurdu.blogspot.com

itsurdu.blogspot.com

خلیفہ۔ بے بس بس۔ زبان سنبھال کے باتیں کرو۔ اور جی چاہے مذاق کرو۔ شاہ صاحب کے حق میں کچھ نہ کہنا۔

نواب۔ (برہم ہو کے) یہ کیا بیہودگی ہے۔ ایک خدا رسیدہ کامل آدمی کو بے فائدہ گالیاں دینا خورشید یہ باتیں تمھاری ہم کو پسند نہیں۔

خورشید۔ بہت سے ایسے ملا سیانے دیکھے ہیں سوائے فریب کے اور کوئی بات نہیں۔

خلیفہ۔ سچ ہے جیسا آدمی ہوتا ہے اُس کو سب ویسے ہی معلوم ہوتے ہیں۔

نواب۔ واللہ سچ کہا۔

خورشید۔ (کھسیانی ہو کے) تو ہم فریبی ہیں۔

خلیفہ۔ اس میں شک کیا ہے۔

خورشید۔ اور تم؟

خلیفہ۔ تم ایسوں کو بھی بازار میں بیچ لیں۔

خورشید۔ اس میں شک کیا ہے۔ حق بر زبان جاری۔

خلیفہ۔ فریب نہ دیتے تو تم یہاں کیونکر بیٹھی ہوتیں۔

خورشید۔ یہ میں اپنے مُنہ سے نہیں کہہ سکتی کیونکہ آپ شریف آدمی ہیں۔ میں سمجھتی تھی دل میں شکریہ ادا کرنا کافی ہے۔ اب آپ نے خود ہی اظہار کر دیا۔ بیشک میں آپ کی احسان مند ہوں۔

خلیفہ۔ آپ یوں آئیں۔ اچھا مذاق ہو چکا مہربانی کر کے کسی کو بُرا بھلا نہ کہا کیجئے۔ اُس کے فرشتے سنتے ہیں۔ اس میں سرکار کا ضرر ہے۔

خورشید۔ ضرر ہو سرکار کے دشمنوں کا۔ بُرا بھلا کہنے سے مجھے کیا فائدہ میں نے تو دنیا کی ایک بات کہی۔ اکثر نجومی۔ رمّال کیمیاگر فقیر۔ جوگی۔ جوسی۔ رنگے ہوئے سیار ہوتے ہیں۔ بی نظیر کو کیمیا کا بڑا شوق تھا۔ ایک کامل مہینہ بھر تک مکان پر ٹھہرے رہے۔ پرا اٹھے۔ قورمے بالائیاں نوش کیں نوچیوں سے لونڈیوں کی طرح خدمتیں لیں۔ آخر ایک کرّے کی جوڑی لے کے چلتے ہوئے۔ اب کوہ قاف کی سیر

itsurdu.blogspot.com

itsurdu.blogspot.com

کر رہے ہوں گے۔ وہاں اکسیر کی بوٹی ڈھونڈھ کے لائیں گے اور بی نظیر کا مکان سونے کا بنا دیں گے۔

خلیفہ۔ بی نظیر ہمیشہ کی اُکتن ہیں اُن کا مال یونہی لوگ کھاتے ہیں۔ مال حرام بود کا معاملہ ہے ہم تو خود دنیا بھر کے سیانے ہیں۔ ایسے فقیروں کو خوب پہچان لیتے ہیں۔ ہم کو کیا کوئی جل دے گا۔

خورشید۔ نظیر کو تم بے وقوف کہو۔ میرے نزدیک تو وہ ایسی نہیں۔ اپنا نیک و بد خوب سمجھتی ہیں۔ مگر شاہ صاحب نے کچھ تو ایسا کرشمہ دکھایا تھا کہ دام میں آ گئیں۔

خلیفہ۔ چکمہ کیا کھایا تھا۔ میں بتا دوں فقیر نے سونا اُن کے ہاتھ سے بنوا دیا تھا۔ چکمہ کھا گئیں۔

نواب۔ (ذرا چونک کے) ہاتھ سے سونا بنوا دیا تھا۔

خلیفہ۔ جی ہاں۔ یہ تو ان مکاروں کے بائیں ہاتھ کا کھیل ہے۔ گھریا میں پیسہ رکھ کے نال میں رکھا۔ چرخ دیتے وقت آنکھ بچا کے نکال لیا تولہ بھر سونا گھریا میں رکھ دیا۔ چرخ دے کے نکال لیا دیکھنے والا جانتا ہے سونا بن گیا۔

نواب۔ مگر کسی نے دیکھا نہیں۔

خلیفہ۔ اے حضور یہ تو ایک طرح کی ڈھٹ بندی ہے۔ یہ مداری جو تماشہ کرتے پھرتے ہیں۔ روپیہ جیب میں رکھ دیتے ہیں۔ خبر نہیں ہوتی۔

نواب۔ ہاں یہ تماشہ میں نے خود دیکھا۔ ماموں جان کے مکان پر خود میری جیب سے اشرفی نکلی

خلیفہ۔ بس یہی سمجھ لیجئے۔ مگر یہ تماشہ وہ لوگ کرتے ہیں جن کو کچھ لینا ہوتا ہے۔

نواب۔ کیا بات کہی ہے۔ سچے فقیر کی پہچان یہی ہے کہ کسی سے طمع نہ رکھے۔

خورشید۔ مگر ایسے کامل کسی سے ملتے کب ہیں۔

خلیفہ۔ ملتے کیوں نہیں۔ جس کو کچھ اُن سے ملنا ہوتا ہے اُس سے ملتے ہیں۔

خورشید۔ جی ہاں تو آپ کو کوئی مرشد مل گئے ہوں گے۔

نواب۔ اُن کو نہیں ہمیں ملے ہیں۔

خورشید۔ (غور سے نواب کی صورت دیکھ کے اور ایک ذرا مسکرا کے) درست!

itsurdu.blogspot.com

itsurdu.blogspot.com

نواب۔ (چین بجبین ہو کے) اب مجھ سے بھی تم مذاق کرنے لگیں۔

خورشید۔ میری کیا مجال۔ مگر نواب چاہے مار ڈالو مجھے یقین نہیں۔ میں فقیروں کی قائل نہیں دیکھ لیجئے گا۔ اس میں کچھ نہ کچھ فریب ضرور ہے۔

خلیفہ۔ لاحول ولاقوۃ الا باللہ۔ شاہ صاحب ایسے نہیں ہیں۔

نواب۔ استغفراللہ۔ کرامت علی شاہ صاحب کی طرف سے تو میں خود قسم کھاتا ہوں کہ وہ فریبی نہیں ہیں۔

خورشید۔ کرامت علی شاہ کا نام سن کے سکتے میں ہو گئی۔ اور خلیفہ نے نواب کی طرف ایک ذرا برہم ہو کے دیکھا۔ (مطلب یہ تھا کہ نام کیوں بتا دیا) نواب بجائے خود نادم ہو کر ادھر ادھر دیکھنے لگے۔ سلسلہ کلام قطع ہو گیا آج کے دن اور کوئی واقعہ ایسا نہیں ہوا جو تحریر کے قابل ہو۔ صرف ایک امر لائق یادداشت ہے کہ خلیفہ جی دن بھر نواب صاحب کے گھر پر رہے۔ ایک دم کے لئے جدا نہیں ہوئے۔

آج شام کو حسب وعدہ کرامت علی شاہ صاحب سے ملاقات ہوئی۔ شاہ صاحب بہت ہی برہم نظر آئے۔ (نواب صاحب کو دیکھتے ہی)

شاہ صاحب۔ آخر آپ کے مزاج سے بچپن ابھی تک نہیں گیا۔ یہ معاملات تسخیر ہیں۔ اس کو مذاق نہ سمجھئے گا ابھی سویرا ہے۔ کہئے تو کسی نہ کسی طرح روک دوں۔ بیدرد عاملوں کے وطیرے مجھے پسند نہیں کسی کو بے گناہ جلا دینا یا قید کرنا میں ہرگز گوارہ نہیں کرتا۔ آخر جنات بھی تو مخلوق الٰہی سے ہیں۔ اگرچہ ابتدائے شوق سے آج تک میں نے قوم اجنہ میں سے کسی کو تکلیف نہیں دی۔ کیونکہ عاشقی کا معاملہ بڑا ہوتا ہے معشوق کو عاشق سے چھڑانا میری رائے میں گناہ عظیم ہے۔ لیکن آپ کے بزرگوں سے صاحب سلامت تھی سبز قبا کو کسی نہ کسی طرح روک ہی دوں گا۔ یا اس کے والدین سے خبر کر دوں گا۔ وہ ذرہ تو بیخ قید و بند

itsurdu.blogspot.com